کے خاص ہنر سے لگائی جاتی ہے۔"

11۔ نوجوانوں کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ تنظیموں اور تحریکوں کی شکل میں منظّم ہو کر کام کریں۔ آج کی دنیا میں وہی تحریکیں کامیاب ہیں جو ایک منظّم سیٹ اپ کے تحت مصروف عمل ہیں، جن کے بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک میں ایک مربوط تعلق ہے، جن کے بڑے چھوٹوں پر شفقت اور چھوٹے بڑوں کو قدر و منزلت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جن میں شخصی رائے کے بجائے شورائیت کی اہمیت ہے۔

عزیز نوجوانو! یہ جوانی اور رعنائی ہمیشہ کے لیے نہیں ہے۔ اسے بھی بڑھاپے کا زوال آئے گا۔ یہ جوانی پھر کبھی واپس نہیں آئے گی۔ آپ کی مقصدِ تخلیق ہی دنیا کو آخرت کے لیے تعمیر کرنے، بگاڑ کو بنانے، گرتے کو بچانے اور تاریکی کو روشنی میں تبدیل کرنے کے لیے ہے:

نہ تو زمین کے لیے ہے، نہ آسمان کے لیے   جہاں ہے تیرے لیے، نہ تو جہاں کے لیے

زبان اور لب کی حفاظت

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"مَنْ يَّضْمَنْ لِّيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ"[البخاري ح:٦٤٠٩]

"جو شخص مجھے اپنے ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) اور اپنے داڑھوں کے درمیان کی چیز (زبان) کی مکمل حفاظت کی گارنٹی دے، میں اس کو "دخولِ جنت" کی گارنٹی عطا کرتا ہوں۔"

نیز تمام بیماریاں "منہ" کے راستے جسم کے اندر جاتی ہیں اور تمام خرابیاں منہ کے ذریعے باہر نکلتی ہیں۔ اس لیے لبوں پر دریاؤں سے زیادہ مضبوط بند باندھنا ضروری ہے۔

اعلان خاص

اگلے شمارے میں مولانا محمد علی حیدری رحمة الله عليه کے سوانح حیات شائع ہوں گے۔ ان کے تعلق داروں سے گزارش ہے کہ سیکرٹری التراث کو مفید معلومات فراہم کر کے مشکور ہوں۔

اصول پسندی کا عملی نمونہ

جناب الحاج عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ (ر/ ڈائریکٹر ایجوکیشن)

حاجی عبدالسلام بلغاری

حاجی عبدالرحیم کو "مرحوم" لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ 29 نومبر 2014ء کو کمال صحت کے ساتھ حسب معمول نمازِ عصر محلے کی مسجد میں باجماعت پڑھ کر دولت خانے کو لوٹے۔ نمازِ مغرب کی تیاری کے لیے وضو کرنے نکلے تو قدم لڑکھڑائے۔ فوری طور پر ہسپتال پہنچائے گئے، لیکن قانونِ الٰہی ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ اور ﴿إِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ کے مطابق سفر آخرت کا وقت آ گیا تھا، کوئی علاج معالجہ کارگر نہ ہوا۔ آخر رات 8 بجے دنیا کی بے ثباتی کی شہادت دیتے ہوئے ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گئے۔ ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

المركز الإسلامي سکردو میں آپ کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ ادا ہوئی، پھر جامعہ اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن اور قبرستان اہل حدیث سکردو میں بھی نمازِ جنازہ پڑھی گئی، جن میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اگلے دن راقم سے ڈاکٹر محمد علی جوہر نے پوچھا کہ حاجی عبدالرحیم صاحب کیسے آدمی تھے؟ جواباً عرض کیا کہ بہت نیک اور کھرے انسان تھے۔ فرمایا: میں نے مرکز اسلامی اور جامعہ اسلامیہ دونوں جگہ ان کا منہ دیکھا، چہرہ بہت خوبصورت ہو گیا تھا۔

آپ کا تعلق چھلو خاص کی چھوٹی سی مردم خیز بستی (صدیق آباد) المعروف "گمبہ بٹھونگ" سے تھا، جو بابا خلیل اور ماسٹر احمد علی خان مرحوم جیسے بزرگوں کا مسکن رہا ہے۔ اس محلے سے کئی علمائے معاصرین اور دانشور نکلے ہیں۔

سکول ریکارڈ کے مطابق حاجی مرحوم کی تاریخ پیدائش 14 اکتوبر 1947ء ہے۔ پس آپ نے 67 سال کی عمر عزیز پائی۔ ایک بیوہ، دو بیٹے، چار بیٹیاں اور بہت سے عزیز و اقارب سوگوار چھوڑے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کی ساری اولاد متشرع، پابندِ صوم و صلاۃ اور تعلیم یافتہ ہیں۔ اور یہی آپ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہے۔

حاجی صاحب ششم سے دہم جماعت تک میرے کلاس فیلو اور 1979ء سے 2006ء تک سروس فیلو رہے ہیں۔ لہٰذا میں انہیں بالکل قریب سے جانتا ہوں۔ وہ بہت محنتی طالب علم تھے، چھٹی سے دسویں کلاس تک مسلسل اول آتے رہے۔ اس کامیابی کے پیچھے ان کے چچا محمد حسن المعروف تیمور رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بڑا حصہ تھا، وہ گھر پر ان کی باقاعدہ کوچنگ کرتے تھے۔ کلاس میں لائق ترین طالب علم ہونے کے ناتے کلاس مانیٹر کے منصب پر بھی فائز رہے۔ مانیٹرنگ کا یہ تجربہ عملی زندگی میں ان

کے بڑا کام آیا اور وہ ایک بہترین کلاس ٹیچر، ہیڈ ماسٹر، انسپکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر اور ڈائریکٹر ثابت ہوئے۔ آپ ایک نیک دل اور سنجیدہ طالب علم تھے، میں نے کبھی انہیں کسی کے ساتھ جھگڑتے یا بدزبانی کرتے نہیں دیکھا۔

1964ء میں چھلو ہائی سکول سے میٹرک پاس کرنے کے بعد ہم تو نوکری کے پیچھے پڑ گئے، جبکہ عبدالرحیم صاحب مزید تعلیم حاصل کرنے اسلامیہ کالج پشاور چلے گئے، وہاں سے B.A پاس کر کے محکمہ تعلیم بلتستان میں سروس کا آغاز کیا۔ دورانِ سروس مڈل سکول مہدی آباد، سکسا اور تھوار روندو میں بطور ہیڈ ماسٹر متعین رہے اور اپنی محنت وخلوص کی بنا پر خوب عزت اور شہرت پائی۔ لوگ اب بھی ان کے سنہرے دور کو یاد کرتے ہیں۔ ایک لمبے عرصے تک اپنی مادرِ علمی ہائی سکول چھلو کے ہیڈ ماسٹر رہے، جہاں انہوں نے اپنی شبانہ روز محنت سے سکول کے تعلیمی معیار کو بہت اونچا کیا۔ ان کے دور کے شاگرد اس وقت بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ ان کے ایک ہونہار شاگرد کرنل احسان کو ان کے سامنے آنکھیں بچھاتے دیکھا ہے۔ دورانِ سروس آپ نے B.Ed اور M.Ed کیا۔ ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری کے بعد آپ نے ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکول پھر ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدوں پر فائز ہو کر تعلیم وخواندگی کے فروغ کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ اوائل 2006ء میں سیکرٹری ایجوکیشن کرنل اظہر حسین کو ایک قابل اور فعال ڈائریکٹر ایجوکیشن اکیڈمک کی تلاش ہوئی تو ان کی نظر انتخاب آپ پر پڑی۔ چنانچہ جونیر ہونے کے باوجود ڈائریکٹر کے عہدے پر ترقی دے کر آپ کو گلگت بلایا، جہاں سے آپ اپنی مدتِ ملازمت بخیر وخوبی پوری کر کے اکتوبر 2007ء میں باعزت ریٹائر ہوئے۔

آپ کی پوری سروس محنت، لگن اور دیانت داری سے عبارت تھی۔ رولز ریگولیشن سے بخوبی آگاہ تھے۔ ہر معاملے کو قانون کی عینک سے دیکھتے تھے، جو کام جائز ہوتا اس کو ذاتی دلچسپی سے کرتے تھے، اور جو کام ناجائز ہوتا اس کی راہ میں کسی سفارش اور دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ آپ اصول پسند اور بے لچک مشہور تھے۔ سرکاری کرسی پر براجمان ہوتے تو ان کے چہرے سے جلال ٹپکتا تھا۔ اساتذہ کے حقوق اور مراعات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ کی اصول پسندی سے ناواقف بعض رشتہ داروں اور تعلق داروں نے آپ کے عہدے کے سہارے میرٹ کے خلاف کوئی فائدہ اٹھانا چاہا تو انہیں مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔ انہیں بعض اوقات آپ سے گلہ بھی رہتا تھا۔

ایک دفعہ ان کا ایک رشتے دار کلرک اپ گریڈیشن کا کیس آگے بھجوانا چاہتا تھا، تاکہ آگے سے کوشش کر کے کام نکلوا سکے۔ اس وقت حاجی مرحوم ضلع گانگ چھے میں ڈپٹی ڈائریکٹر تھے اور میں ان کے ماتحت ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز تھا۔ حاجی صاحب اس لیٹر پر دستخط کرنے کے لیے آمادہ نہ تھے، کیونکہ ان کے نزدیک یہ مطالبہ سنیارٹی اور میرٹ سے ہٹ کر تھا۔ متعلقہ

کلرک نے مجھ سے اور اسٹیبلشمنٹ کلرک غلام محمد گونوی سے سفارش کرنے کو کہا۔ اس کی دلجوئی کے لیے ہم اس کے ساتھ گئے اور بات چھیڑ دی تو انہوں نے فوراً دوٹوک الفاظ میں فرمایا: "میں اس معاملے میں ناخن بھر حصہ ڈالنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔" چنانچہ ہم بے نیل ومرام واپس آئے اور معاملہ وہیں رک گیا۔ ہاں کچھ عرصہ بعد اپنی سنیارٹی پر یا ٹیسٹ انٹرویو کے ذریعے ان کی اپ گریڈیشن ہوگئی۔ ان کا ایک اور عزیز ٹیچر اپنا کیس آگے فارورڈ کروانا چاہتا تھا؛ لیکن حاجی صاحب حسب معمول نہ مانے کہ "میں بلا جواز یہ کیس کیسے فارورڈ کروں؟!" اور وہ ناراض رہا۔

حاجی صاحب کی عادت تھی کہ جو کام ناجائز ہوتا، اس کے بارے میں بغیر لگی لپٹی کے کہہ دیتے تھے کہ "یہ کام نہیں ہو سکتا۔" ایک دفعہ گانگ چھے کے دو معروف کونسلر صاحبان میرے دفتر میں آئے اور کہا کہ ہم سیاسی لوگ ہیں، ہم سے لوگوں کو بڑی توقعات ہوتی ہیں، وہ اپنے مطالبات لے کر ہمارے پاس آتے ہیں، ہم انہیں لے کر حاجی عبدالرحیم D.D.E. صاحب کے پاس جاتے ہیں۔ جو کام جائز اور قانونی ہوتا ہے، وہ فوری طور پر کر دیتے ہیں؛ لیکن جو کام ان کے نزدیک ناجائز ہوتا ہے اس کے بارے میں ان لوگوں کے سامنے ہی بتا دیتے ہیں کہ "نہیں ہوسکتا"۔ اس طرح ایک طرف ان لوگوں کے سامنے ہماری سبکی ہوتی ہے، دوسری طرف وہ لوگ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو کام نہیں ہوسکتا، وہ بے شک نہ کریں؛ لیکن ان لوگوں کے سامنے کم از کم حامی تو بھر لیں کہ "کوشش کریں گے" تاکہ ہماری جان چھوٹے۔ میں نے جا کر یہ باتیں حاجی صاحب کے گوش گزار کر دیں، تو مسکرا کر کہنے لگے کہ "یہ مجھ سے منافقت کرنے کو کہتے ہیں، ایسا نہیں ہوسکتا۔ جو کام نہیں ہوسکتا اس بارے میں لوگوں کو دھوکے میں کیوں رکھوں؟! ایک جھوٹ بولو تو اس کے دفاع میں سو جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں، اور آخر کار آدمی بے عزت ہو کر رہ جاتا ہے۔ میں جھوٹ بول کر اور لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنے اعمال کیوں خراب کروں؟"

ایک دفعہ گلگت میں جب آپ ڈپٹی ڈائریکٹر تھے، ایک بدمعاش نے دفتر میں پستول دکھا کر ایک ناجائز کام نکالنے کی کوشش کی؛ آپ نے صاف صاف کہہ دیا: "تم بے شک مجھے گولی مار دو؛ لیکن تمہارا ناجائز کام مجھ سے کبھی نہ ہو سکے گا۔" اور بیچارہ نامراد واپس گیا۔

اگرچہ آپ کا تعلق حنفی مسلک سے تھا؛ لیکن بڑے روادار تھے۔ عیدین کی نماز ہمیشہ اور جمعہ کی نماز بعض اوقات مرکز اسلامی میں ادا کرتے تھے۔ دین سے بڑا شغف رکھتے تھے، جس نے آپ کو تبلیغی جماعت سے منسلک کر دیا تھا۔ ان کے ساتھ چلہ کاٹا کرتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تبلیغی امور میں خوب وقت صرف کرتے رہے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد ہائی سکول چھلو کی گولڈن جوبلی کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے نماز اور دیگر اسلامی تعلیمات